© rasailojaraid.com

میر نے لوازماتِ حسن اور سنگار کے ذیل طریقوں کا ذکر کیا ہے :-

پان

غنچہ ہی وہ دہان ہے گویا ؛ ہونٹھ پر رنگِ پان ہے گویا
کیا کہئے ایک عمر میں دے کب ملے تھے کچھ ؛ سو بات پان کھاتے ہوئے وہ چبا گیا
دیکھا نہ ہم نے چھوٹ میں یاقوت کی کبھو ؛ تھا جو سماں لبوں کے ترے رنگِ پان پر
لبِ سُرخ کر ٹک دکھاتے نہیں ؛ طرح پان کھانے کی تھی کچھ جب اور

سُرمہ

شکوہ سیاہ چشمی کا سُن ہم سے یہ کہا ؛ سُرمہ نہیں لگانے کا میں تم خفا نہ ہو
دم رُکتے ہیں سیاہیٔ مژگاں ہی دیکھ کر ؛ سُرمہ لگا کے اور ہمیں مت خفا کرو
سرمہ آلودہ مت رکھا کر چشم ؛ دیکھ اس وضع سے خفا ہیں ہم
سُرمے سے ایسی آنکھیں تمہاری نہیں لگیں ؛ احوال پر ہمارے تمہیں کب نگاہ ہے

حنا یا مہندی

دے حنائے پا مری آنکھوں ہی میں پھرتی ہر بہر ؛ یعنی ہر دم اس کی زیر پا ہے چشم گریہ ناک
حنا لگی تیرے ہاتھوں سے میں گیا پیسا ؛ جگر تمام ہے خوں مجھ کو تیرے پا کی قسم
مت حنائی پاؤں سے چل کر کہیں جایا کرو ؛ دلّی ہے آخر نہ ہنگامہ کہیں برپا ہو میاں
حنا سے یار کا پنجہ نہیں ہے گل کے رنگ ؛ ہمارے اُن نے کلیجوں میں ہاتھ ڈالا ہے۔

شانہ - آئینہ

ہر سحر آئینہ رہتا ہے ترا منھ تکتا ؛ دل کی تقلید نہ کرتا تو نہ حیراں ہوتا
اس صورت کا ناز نہ تھا کچھ دب چلتا تھا ہم سے بھی
جب تک دیکھا اُن نے نہ تھا منھ خوب اپنا آئینے میں
یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجھ کو نہ تھی ؛ سُرمہ و آئینہ کی اور نظر تجھ کو نہ تھی
فکر آراستگیِ شام و سحر تجھ کو نہ تھی ؛ زلفِ آشفتہ کی سُدھ دو دو پہر تجھ کو نہ تھی
شانہ تھا نابلدِ کوچہ گیسو تیرا
آئینہ کاہے کو تھا حیرتیِ رو تیرا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمیشہ مائلِ آئینہ ہی تجھے پایا ÷ جو دیکھیں ہم نے یہی خودنمائیاں دیکھیں

مسّی نہیں دیکھے مسّی ملے دنداں ÷ برق ابرِ سیہ ہے تب خنداں

پان سے شوق نہ تھا کیسا مسّی کا مذکور ÷ غصّے ہو جاتے تھے ایسی کسی کا مذکور

شانہ اب ہاتھ میں ہے زلف بنا کرتی ہو ÷ مسّی دانتوں میں کئی بار لگا کرتی ہے

پاس سرمے کی سلائی بھی رہا کرتی ہے ÷ آنکھ رعنائی پہ اپنی ہی پڑا کرتی ہے

ماکولات و مشروبات

بقول انشاء اللہ خان انشاء، اٹھارھویں صدی کے امراء آدھ سیر پلاؤ کی تیاری میں بیس روپے تک صرف کر دیا کرتے تھے[1] محمد شاہ بادشاہ کے باورچی خانے میں مختلف طریقوں سے گوشت تیار کیا جاتا تھا، مثلاً قلیہ سادہ، قلیہ چاشنی دار، قلیہ دو پیازہ، قلیہ ماہی، قلیہ ساموسہ، قلیہ بادام اور کباب[2] اور کباب کی دو قسمیں، کباب شامی اور کباب ہندی، ہوتی تھیں[3] یہ عمدہ اور مرغن کھانے زیادہ امیروں اور متمول لوگوں میں پسندیدہ خاطر تھے، استعمال اور تیاری میں خرچ اُن کی مالی حیثیت پر منحصر تھا۔

بادشاہوں، امیروں اور عوام سب کو چاول مرغوب تھا، محمد شاہ بادشاہ کے مطبخ میں ترپن ۵۳ طریقوں سے چاول پکایا جاتا تھا[4]

اسی طرح کئی قسم کی روٹیاں تیار کی جاتی تھیں، باقرخانی سخت، باقرخانی نرم، نان شیرمال نان بادام، نان بیسنی، نان جوار، نان واتی، نان بید ھوال، نان وارمی، نان خرمی، دولتمند اور متمول لوگ کھاتے تھے، ہندوستانی کھانوں میں پوڑی، کھچڑی بہت مرغوب تھیں، شاہجہاں بادشاہ

---

[1] دریائے لطافت (فارسی) ص ۶۵ [2] ان کھانوں کی تیاری کے طریقوں کے مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو۔ رسالہ در تحسین اطعمہ در مطبخ محمد شاہ (قلمی) ص ۶ (الف) تا ۱۳ (ب) [3] مراۃ الاصطلاح (قلمی) ص ۱۸۰ الف۔ [4] برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ رسالہ در تحسین اطعمہ در مطبخ محمد شاہ۔ بنگال کے باشندوں کے کھانے کی اشیاء کے لئے ملاحظہ ہو، ریاض السلاطین (انگریزی ترجمہ) ص ۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور اس کے جانشیں ان دونوں اشیائے خوردنی کو اپنے شوق اور چاؤ سے کھاتے تھے۔

مختلف طریقے کے حلوے، حلواء کباہ، حلواء ادرک، حلواء بادام، اور لبستہ، حلواء شمس، حلواء شیر حلواء ناخد، حلواء نشاستہ، فالودہ، فرنی، کھجور، گلگولا شیر، گلگولائے جوار، گلگولائے انبہ، مخل کھانوں میں داخل تھے۔

عوام کی غذا دال روٹی تھی [1]

میر حسن دہلوی نے اپنی مثنوی گلزار ارم میں تفصیل سے ان کھانوں کا ذکر کیا ہے، پکا ہوا کھانا بازاروں میں ملتا تھا۔[2] میر نے کبود جامہ کے سیر ابہ پز کا ذکر کیا ہے جو اُن کے والد سے ملنے کے لئے آیا تھا، وہ ان کے بیان کے مطابق کھانے ہی کی دوکان کرتا تھا۔[3]

آم ہندوستان کا بہت مرغوب پھل رہا ہے۔ اس کے علاوہ خربوزے باہر سے آتے تھے۔ سردہ سیب اور انگور بھی ولایت سے منگوائے جاتے تھے، باہر سے آئے ہوئے ایک خربوزہ کی قیمت ڈیڑھ روپیہ تک ہوتی تھی۔ جسے صرف دولتمند لوگ کھا سکتے تھے۔[4] دہلی کے ایک بازار کا ذکر کرتے ہوئے برنیر لکھتا ہے

"وہاں کی دوکانوں میں میوہ کھلا رکھا رہتا ہے، اور اس میں بہت سی دوکانیں ہیں جو گرمی کے موسم میں ایران، بلخ، بخارا، اور سمرقند کے خشک میوؤں، بادام، پستہ، فندق، کشمکش، بیر، اور زرد آلو اور جاڑوں میں سیاہ اور سفید نہایت عمدہ تازے انگوروں سے جو روئی کی تہ میں لگائے ہوئے اُن ملکوں سے آتے ہیں، اور ناشپاتی اور تین چار قسم کے سیب اور نہایت عمدہ سردوں سے جو جاڑے بھر بکتے رہتے ہیں، بھری رہتی ہیں"[4]

---

۱ کلیات سودا - ص ۱۹۸ نیز FORSTER'S TRAVEL - I, P. 230

۲ مجموعہ مثنویات میر حسن دہلوی - ص ۱۵۰ FORSTER'S TRAVEL - I, P. 219 ۳ میر کی آپ [بیتی]

ص ۷۶ ۴ وقائع سیر و سیاحت ڈاکٹر برنیر - ج ۲ - ص ۲۶۳، مرقع دہلی - ص ۱۶، خلاصۃ التواریخ

۵ نکلے بازار میں وہ جب چربوز ٭ سر ہی پھوڑے ہے دیکھ کر تربوز   کلیات میر - ص ۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شمالی ہندوستان کے تقریباً ہر شہر میں پھلوں کا الگ بازار ہوتا تھا۔[1]

میر کے کلام میں ذیل کے ماکولات کا ذکر ملتا ہے:۔

کباب

بھنتے ہیں دل اک جانب سکتے ہیں جگر یک سو ٭ ہے مجلس مشتاقاں دکان کبابی کی

حلوا ہیں جو نرمی کی تو دونا سر چڑھا وہ بدمعاش ٭ کھانے ہی کو دوڑتا ہے اب مجھے حلوا سمجھ

قند قند کا کون اس قدر مائل ہے میاں ٭ جو ہے اُن ہونٹھوں ہی کا قائل ہے میاں

دوپیازہ کیا وہ دوپیازہ کھا کے ہو تازہ ٭ اک نوالا ملا ہے دوپیازہ

پلاؤ نہ ٹلے دیکھ کر وہ قاب پلاؤ ٭ منھ ہے منھ بیٹھا گرچہ کھاوے گاؤ

روٹی شکل مت پوچھ کھانے کا ہے بلی ٭ منھ ہے چھیپوں سے جیسے روٹی جلی

دلیہ اور گاجروں کا قلیہ

چار من گاجروں کا قلیہ تھا ٭ دہ منی دیگ بیچ دلیہ تھا

منشیات بالعموم مغل بادشاہ شراب نوشی اور دیگر منشیات کے استعمال کے عادی تھے، اورنگ زیب کے جانشینوں میں بہادر شاہ[2] اور عالمگیر ثانی[3] کے سوا باقی سب بادشاہ شراب یا بھنگ اور افیون کھانے کے شائق تھے، یہی حال عوام کا تھا، بھنگ، چرس، گانجا، مدک، کوکین، چانڈو اور افیون کا اکثر رواج تھا۔ قہوے خانے بھی کھلے ہوئے تھے، عوام دیسی شراب پیتے تھے، اور اس کے گھروں میں بنانے کا بھی انتظام تھا۔[4]

اعتماد الدولہ قمر الدین خاں[5]، ہر وقت شراب کے نشہ میں دھت رہتا تھا۔ عمدۃ الملک امیر خاں انجام[6] ہر وقت شغلِ شراب نوشی کرتا تھا، کہا جاتا ہے ایک رات اُس نے اتنی پی لی تھی کہ وہ اپنے مکان کی دوسری منزل

[1] خلاصۃ التواریخ۔ ص ۳۰ — [2] لیٹر مغلس (انگریزی) ج ۱۔ ص ۱۳۶ [3] مغلیہ سلطنت کا زوال (انگریزی) ج ۲۔ ص ۱۔ [4] شراب بنانے کی تراکیب کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ ASIATIC RESEARCHES. V. 1 - P.P. 309-312

[5] سوانح کے لئے ملاحظہ ہو، مآثر الامراء (فارسی) جلد اول، حصہ اول ص ۳۵۸ - ۳۶۱

[6] سوانح کے لئے ملاحظہ ہو، مآثر الامراء (فارسی) ج ۲۔ ص ۸۳۹، ۸۴۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے گر پڑا اور وہیں اس کا دم نکل گیا۔[1] غلام قادر روہیلہ شراب کے علاوہ بھنگ کھانے اور چرس اور گانجا پینے کا بھی عادی تھا۔

پٹنہ کے صوبہ دار میر جملہ کے سپاہیوں کے متعلق شیو داس لکھنوی لکھتا ہے:۔

"مغلیہ چوں مایہ بسیار داشتند، ہر لحہ بعیش و عشرت پرداختند، در کوچہ و بازار و شارع عام از شراب مست و شیشہ و پیالہ در دست ......"[2]

عام مسلمان شراب نوشی کے اتنے عادی تھے کہ اُن میں سے بعض تو اپنی تمام دولت اس کی نذر کر دیتے تھے اور گداگری کے شکار ہو جاتے تھے، جارج فارسٹر نے ایک افغان رئیس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ افغان لکھنؤ سے اپنے وطن واپس ہو رہا تھا، لکھنؤ کے دوران قیام میں اُس نے اپنی تمام دولت اور منقولہ جائداد عورتوں کی صحبت اور شراب نوشی میں تباہ و برباد کر دی تھی، شراب کا بے حد شوقین تھا اور ڈھائی گھنٹے میں اس نے ڈیڑھ بوتل پی لی تھی، آخر کار جب جیب میں پھوٹی کوڑی بھی باقی نہ رہی تو اُس نے اپنے گھر کے برتن تک بیچ ڈالے اور جتنے پیسے ملے تھے شام تک اس کی شراب لے کر پی ڈالی۔[3]

بازاروں میں کھُلے عام شراب، بھنگ، چرس اور افیون بکتی تھی۔[4]

قہوہ خانے شمالی ہندوستان میں قہوہ[5] پینے کا بہت چلن تھا، عوام بڑے شوق سے قہوہ پیتے تھے قہوہ کی ہر دل عزیزی کے متعلق عام کا بیانِ ذیل بہت اہم اور بہت دلچسپ ہے۔

جہاں دیکھو تہاں ہر آن قہوہ ؛ ہے بزم عیش کا سامان قہوہ
قبولِ بارگاہِ بادشاہاں ؛ شکوہِ دست صاحب دستگاہاں
جہاں میں زندگی حاتم دو دم ہے ؛ اِدھر قہوہ اُدھر حُقّہ کا دم ہے۔[6]

---

[1] تذکرۃ الشعراء۔ ص ۹۷۔ [2] تاریخ فرخ سیر بادشاہ (قلمی)۔ ص ۱۱ [3] جارج فارسٹر (انگریزی) ج ۱۔ ص ۱۰۴ [4] تذکرۃ الملوک (قلمی) ص ۱۳۴۔ [5] قہوہ سے متعلق تفصیلی معلومات کے ملاحظہ ہو، مراۃ الاصطلاح۔ آنندرام مخلص (ق) ص ۱۷۶ ب [6] دیوان زادہ (قلمی) ص ۳۸۷۔ نیز ملاحظہ ہو۔ دیوان تاباں۔ ص ۲۰۰، وقایع آنندرام مخلص (ق) حصہ دوم۔ ص ۶۲ (الف)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فہرست مضامین ماہنامہ بُرہان

جلد ۵۲

جنوری ۱۹۶۴ء تا جون ۱۹۶۴ء

بہ ترتیبِ حروفِ تہجی

شمار | مضمون | صفحہ

۱- نظرات - ۲، ۶۵، ۱۳۰، ۱۹۴، ۲۵۸،
۲- آہ لعلِ شب چراغِ ہند - ۳۲۲

مقالات

۱- اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت ۴۸، ۱۰۴
۲- ایک علمبردارِ حریت کے نمایاں کارنامے اور بے لوث خدمات ۲۴۲، ۳۱۰
۳- اسلام میں مذہبی فکر کی تشکیل، ۶۹
۴- باب التقریظ والانتقاد - ۱۸۳
۵- پندرہ روزہ دورۂ روس کی روئیداد، ۱۷۷
۶- تنسیق العلوم (ترجمہ اُردو ڈیوی ڈہمل کلاسی فکیشن) ۵،
۷- دیارِ غرب کے مشاہدات وتاثرات، ۴۵، ۱۱۲، ۱۶۷
۸- قاہرہ میں پہلی اسلامی کانگریس، ۲۳۰
۹- عثمان غنیؓ پر اعتراضات اور اُن کا جائزہ ۱۹۷، ۲۹۷، ۳۶۰
۱۰- عربی تنقید پر قرآن مجید کے اثرات، ۱۳۵
۱۱- گلہائے رنگا رنگ - ۱۸، ۸۵
۱۲- موجودہ مسائل کو کس طرح حل کیا جائے - ۲۱۲
۱۳- میر کا سیاسی اور سماجی ماحول ۳۲، ۹۲، ۱۴۷، ۲۲۱، ۳۷۳
۱۴- واقعاتِ سیرتِ نبویؐ میں توقیتی تضاد اور اس کا حل ۲۶۱، ۳۲۵

ادبیات

۱- زائرینِ حرم سے - ۳۸۰
۲- غزل - ۱۲۴، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۵۲، ۳۱۷
۳- تبصرے - ۶۲، ۱۲۵، ۱۹۰، ۲۵۳، ۳۱۸، ۳۸۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطبوعہ
الجمعیۃ پریس دہلی
اگست ۱۹۶۲ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فہرست صاحبانِ نگارش ماہنامہ بُرہان

جلد ۵۲

جنوری سنہ ۱۹۶۴ء تا جون سنہ ۱۹۶۴ء

بہ ترتیبِ حروفِ تہجی

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	جناب سید احتشام احمد صاحب ندوی ایم اے، بی، ٹی، ایچ "علیگ" مسلم یونیورسٹی علی گڈھ	۱۳۵،
۲	جناب مولوی اسحٰق النبی صاحب علوی رامپور	۲۶۱، ۳۲۵
۳	مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی رضا لائبریری، رام پور	۵،
۴	(پروفیسر) ایچ، اے، آر، گب مترجمہ بیگم انتخار صدیقی ام اے، شعبۂ اردو لیکچرار مسلم گرلز کالج - علی گڈھ	۶۹
۵	جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب (صدر شعبۂ عربی وفارسی دہلی یونیورسٹی)	۱۹۷، ۲۹۷، ۳۶۰
۶	سعید احمد اکبر آبادی	۲، ۵۴، ۶۲، ۶۵، ۱۱۲ - ۱۲۵ - ۱۳۰، ۱۶۷، ۱۸۳، ۱۹۰، ۱۹۴، ۲۳۰، ۲۵۳ - ۲۵۸ - ۳۱۸ - ۳۲۲ - ۳۸۱ -
۷	حکیم عزیز الرحمٰن رونق اعظمی عمری طبیب کامل، عمر آباد -	۲۴۲، ۳۱۰
۸	مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی -	۱۷۷
۹	مولانا محمد تقی صاحب امینی ندوۃ العلماء لکھنؤ -	۲۱۲
۱۰	جناب مولوی سید محمد سیادت صاحب امروہوی فاضل ادب	۴۸ - ۱۰۴
۱۱	جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاذ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی -	۳۲ - ۹۲ - ۱۴۷ - ۲۲۱ - ۳۷۳
۱۲	مولانا مہر محمد خاں شہاب، مالیر کوٹلوی	۱۸، ۸۵

شعراء

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	جناب آلم مظفر نگری	۱۸۸ - ۲۵۲ - ۳۱۷ - ۳۸۰
۲	جناب سعادت نظیر	۱۲۴ -
۳	جناب شارق، ایم، اے -	۱۸۹

© rasailojaraid.com